تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

ہاتھ اور پاؤں کا زنا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (یٰس:66)

کہ آج کے دن ہم ان کے مُونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کی جو وہ کسب کیا کرتے تھے۔

سو روگ کی دوا یہی وصلِ الٰہی ہے
اِس قید میں ہر ایک گناہ سے رہائی ہے
ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دُور ہے
جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما
زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

(درثمین)

معزّز سامعین! مجھے آج آپ حضرات کے سامنے اُن اعضاء میں سے آخر پر دو اعضاء یعنی ہاتھ اور پاؤں کی طرف سے سرزد ہونے والے گناہوں اور قصوروں کا ذکر کرنا مقصود ہے جسے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کے الفاظ سے منسوب فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ذمے اُس کا زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پالے گا، آنکھوں کا زنا، دیکھنا ہے، زبان کا زنا، بولنا ہے، کانوں کا زنا، سننا ہے۔ ہاتھوں کا زنا، تھامنا ہے، پیروں کا زنا، چلنا ہے، دل خواہش تمنّا اور آرزو کرتا ہے، پھر شرمگاہ تو سب کو سچا کر دیتی ہے یا سب کو جھوٹا بنا دیتی ہے۔

(صحیح بخاری: کتاب الاستئذان باب زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ)

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

”اَلْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰی“

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا رقم:2657)

یعنی آنکھوں کا زنا (کسی اجنبی عورت کو شہوت سے) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا، اس کی باتوں کی طرف کان لگانا ہے، زبان کا زنا اس سے گفتگو کرنا ہے، **ہاتھ کا زنا اس کو چھونا و پکڑنا ہے جبکہ پیروں کا زنا اس کی طرف جانا ہے۔**

اِن احادیث میں بیان مختلف اعضاء کے زناؤں کا ذکر چند دنوں سے سنتے آرہے ہیں۔ آج آخر پر ہاتھ اور پاؤں کے زنا کا ذکر کرنے جا رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرج بالا حدیث میں ہاتھوں کے زنا کو ”تھامنا“ اور پاؤں کے زنا کو ”چلنا“ قرار دیا ہے۔ انسانی جسم میں ہاتھ اور پاؤں کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ نیکی اور بدی کے اکثر کاموں میں ہاتھ اور پاؤں کام میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جیسے مسجد میں نماز باجماعت کے لئے نیکی کرتے وقت ہاتھ اور پاؤں دونوں استعمال ہوتے ہیں۔

ہاتھوں سے وہ وضو کرتا ہے اور ثواب حاصل کرتا ہے اور بیماری میں یا پانی نہ ہونے صورت میں ہاتھوں سے مسح کرے گا اور پھر مسجد تک پہنچنے کے لئے پاؤں کو استعمال میں لایا جاتا ہے اور وہ ہر قدم اُٹھانے پر ثواب کا مستوجب ہوتا ہے۔ نیز ہاتھ اور پاؤں کے زنا سے مراد ہے کہ کسی کو ہاتھ سے ناپسندیدہ طریقے سے چھونا اور کسی ناپسندیدہ کام کے لئے کہیں جانا بھی ہے جیسے ہاتھوں کے گناہ میں کسی بھی غلط قسم کا کام مثلاً چوری کرنا، رشوت لینا، کسی کو غلط طریقے سے چھونا وغیرہ شامل ہے جبکہ پاؤں کے گناہ میں کسی بھی ایسی جگہ جانا جہاں شریعت منع کرتی ہو کسی ڈسکو کلب میں، کسی بار (Bar) میں، کسی ایسی محفل میں جہاں خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کے بارے میں بُرا بھلا کہا جاتا ہو یا کسی ایسی محفل میں جہاں جا کر دل میں زنا کا خیال آئے۔ اسی لیے اسلام میں کہا گیا ہے کہ ایک مرد اور عورت علیحدگی میں آپس میں نہ ملیں کہ تیسرا اُن کے درمیان شیطان ہوتا ہے اور پھر وہ اُن کو غلط کام کی طرف بہکاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”زنا کے قریب مت جاؤ یعنی **ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو** اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بُری راہ ہے یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کے لیے سخت خطرناک ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 342)

سامعین! ایک دفعہ آریہ صاحبان نے وچھو والی لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لیے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو دعوت دی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الادیان جلسہ کے لیے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلافِ تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور اُن کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں دینِ محمدؐ کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اُس نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتاز ہر اُگلا اور ایسا گند اُچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعود کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہؐ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اُس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سُنتے رہے؟ اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ (سورۃ نساء آیت 140) یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور اُن پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز گفتگو کو اختیار کریں۔

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفہ اوّل) بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ حضرت مسیح موعود کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جا رہی تھی۔“

(سیرت طیبہ صفحہ 31-33)

سامعین اِس واقعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کسی بھی ایسی محفل میں جانا جہاں خدا تعالیٰ اُس کے رسولؐ اور اسلام کے بارے میں برائی کی جا رہی ہو نہیں جانا چاہیے یہاں پاؤں اور کان دونوں اِس گناہ میں شامل ہیں کہ وہاں پاؤں سے چل کر گئے اور کان سے وہ تمام بُرائیاں سنیں اور دل پر جبر کر کے بیٹھے رہے تو دل بھی اِس گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور **ہاتھ اور پیر** اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبّہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔“

(براہین احمدیہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209-210)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
”بعض وقت انسان ہاتھوں سے بہت بے رحمی کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ مؤمن کے ہاتھ بے جا طور پر اعتدال سے نہیں بڑھتے۔ وہ نامحرم کو ہاتھ نہیں لگاتا۔“
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 80-81)

فرمایا:
”بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا۔ خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 440)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

(الجامع الکبیر للترمذی أبواب الایمان)

یعنی مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔
مسلمان کی اِس تعریف میں بھی ہاتھ سے پیدا ہونے والے خطرات اور ہولناکیوں کا ذکر موجود ہے۔ یعنی ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اگر ہم آج کے دور میں دیکھیں تو موبائل فون کا غلط استعمال ہاتھ کے ذریعہ ہی کیا جاتا ہے، کسی شخص کی بغیر اُس کو بتائے وڈیو بنانا اور اُس کو ناجائز طریقے سے سوشل میڈیا پر وائرل کرنا بھی ایک طرح کا ہاتھ کا زنا اور بُرائی ہے۔ اُس ہاتھ کے استعمال کی وجہ سے نہ جانے کتنی زندگیوں پر بُرا اثر پڑتا ہوگا۔ انہی ہاتھوں سے نوجوان مختلف قسم کی دہشت سے بھری وڈیو گیمز کھیلتے ہیں جن کا اُن پر نفسیاتی اثر ہوتا ہے اور اُس اثر کے تحت وہ ہاتھ میں گن یا پستول یا خنجر لے کر کئی جانیں ضائع کر دیتے ہیں۔ آج کے نوجوان کے قدم کسی ڈانس پارٹی میں تو ناچنے کے لیے اٹھتے ہیں، کسی سنگر کے کنسرٹ میں جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں مگر وہی قدم مسجد کی طرف جانے میں سُستی کرتے ہیں، کسی نیک دینی محفل میں جہاں فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں جانے سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اس قسم کی بُرائیوں سے بچائے۔
ہاتھوں سے اچھی اور پاکیزہ تحریرات لکھی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ ص آیت 46 کے الفاظ أُولِي الْأَيْدِيْ وَالْأَبْصَارِ سے یہ استنباط کیا ہے کہ انبیاء ہاتھ سے کام لیتے ہیں یعنی اپنی بصیرت کو اپنے قلم کے ذریعہ اپنے متبعین کے سامنے لاتے ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
”وہ (انبیاء) ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہئے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اِس سے ثواب ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 328)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”دنیا میں جو بدی، بدکاری، شرارت، اللہ کی نافرمانی ہے یہ سب گناہ پہلے ادنیٰ سیڑھی سے شروع ہوتے ہیں پھر وہ اس میں ترقی کرتا جاتا ہے اس کی آخری حالت کبیرہ ہے۔ مثال یہ ہے کہ کسی نے ایک عورت کو بد نظری سے ایک دفعہ دیکھا پھر مکرّر، سہ کرّر دیکھا۔ پھر کسی دوست سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ پہلے آنکھ کا گناہ تھا اب زبان کا ہو گیا، جواب سننے سے کان کا ہو گیا۔ پھر پوچھتا ہے کہ یہ کس طرح ملتی ہے؟ وہ کوئی عورت بتائے گا۔ پھر اُدھر چلے گا یہ پاؤں کا گناہ ہو گیا۔ اس کو ماں بہن بنا کر روپے رکھے گا۔ اب ہاتھ کا اور مال کا گناہ ہو گیا۔ اسی طرح بڑھتا جاوے گا۔ اگر اب یہ کامیاب ہو گا اور بدکاری کے لیے تیار ہو گیا تو پھر اس کے آخری فیصلہ کا وقت ہے یہ آخری فیصلہ کبیرہ ہو گا۔ اگر اللہ کریم اُس پر رحم کرے اور وہ خدا کا خوف کر کے قبل از ارتکاب ہٹ جاوے تو وہ جو ابتدائی کام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (النساء:32) وہ ہم معاف کر دیں گے۔“

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 389)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اَعضاء کی طرف سے زنا سرزد ہونے کی جو تعریف فرمائی ہے۔ اُس میں ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ ہاتھوں کا زنا تھامنا، چھونا، پکڑنا ہے جبکہ پاؤں کا زنا کسی بدی اور گناہ کے سرزد کرنے کے لئے بدی کے مقام تک چل کر جانا ہے۔ اِس تعریف پر اگر غور کریں تو اکثر بُرائیاں اور بدیاں کرنے کے لئے پاؤں اور ہاتھ کا استعمال بہت ہوتا ہے۔ گناہوں کی اکثریت پاؤں پر کھڑا ہو کر یا پاؤں پر چل کر کرنے سے ہوتی ہے۔ اِسی لئے پنڈلی کو جس پر انسانی جسم کا سارا زور پڑتا ہے دل کہا گیا ہے۔ اور انسان کا دل ہی اصل میں بدی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور پنڈلی بطور دل تمام بدیوں کا بوجھ برداشت کر کے پاؤں کو مزید بدیاں کرنے کے لئے جہاں مضبوط کرتی ہے وہاں اُکساتی بھی ہے۔ اِنہی پاؤں پر چل وہ جہنم جائے گا۔ یہی کیفیت ہاتھوں کی ہے۔ حدیث ہے:

اَلْیَدُ الْعُلْیَاءَ خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

(مؤطا کتاب الصدقہ)

کہ نیکی اور خیرات کرنے والا ہاتھ خیرات نہ کرنے والے سے بہتر ہے۔
یعنی ہاتھوں سے بدیاں کمانے والا کبھی بھی نیکیاں کرنے والے سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے، تو کُل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں، وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے، پھر وُہ جس عضو کے متعلق ہو وُہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ غرض اس خانہ کو بتوں سے پاک وصاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے، تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 172۔173 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

حق یہی ہے کہ انسان کا دل اس کے تمام نیک اعمال کا منبع اور مَولَد ہے۔ اگر دل ٹھیک ہو تو ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور آنکھ کے اعمال خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن اگر دل گندہ ہو تو انسان کے ہر عمل میں گندگی اور نجاست کی بُو پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان اگر بظاہر نیک عمل بجالاتا بھی ہو تو اس کے اعمال میں خشک نقالی یا منافقانہ ریا کے سوا کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔ پس ہر مصلح کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے دل کی فکر کرے کیونکہ دل جڑھ کا قائم مقام ہے اور گندی جڑھ سے کبھی پاک درخت پیدا نہیں ہو سکتا۔"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 115۔117)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ جب تک انسان کا دل اور اُس کی زبان اور اُس کے جوارح **یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عمل کے بجالانے میں برابر کے شریک نہ ہوں** وہ عمل کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ دل میں سچی نیت ہو، زبان سے اس نیت کی تصدیق ہو اور **ہاتھ پاؤں اس نیت کے عملی گواہ ہوں** تو تب جا کر ایک عمل قبولیت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کے دل میں سچی نیت نہیں تو وہ منافق ہے۔ اگر اس کی زبان پر اس کی نیت کی تصدیق نہیں تو وہ بزدل ہے اور **اگر اس کے ہاتھ پاؤں اس کی بیان کردہ نیت کے مطابق نہیں تو وہ بد عمل ہے۔**"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہر انسان جو اعمال بجالاتا ہے خواہ اچھے ہوں یا بُرے وہ اُس کے ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ پر نقش ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے کان اور اس کی آنکھیں اور اس کی زبان اور اس کا چمڑا گواہی دیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتا رہا ہے گویا وہاں اعمال کا ریکارڈ کاغذوں کی بجائے کانوں اور آنکھوں اور زبانوں پر کیا جاتا ہے اور ہاتھوں اور پاؤں کو گواہ بنایا جاتا ہے اور ان ساری مسلوں کا اسے جواب دینا پڑے گا۔"

(خطبات محمود جلد 37 صفحہ 414)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے صرف قرآن کریم میں **ہاتھ پیر** کے گناہوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ کان اور آنکھ اور دل کے گناہوں کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ وہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓـئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـئُوۡلًا یعنی کان اور آنکھ اور دل جو ہیں ان سب سے باز پرس کی جائے گی۔ اب دیکھو! جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کان اور آنکھ کے گناہ کا ذکر کیا ایسا ہی دل کے گناہ کا بھی ذکر کیا مگر دل کا گناہ خطرات اور خیالات نہیں ہیں کیونکہ وہ تو دل کے بس میں نہیں ہیں بلکہ دل کا گناہ پختہ ارادہ کر لینا ہے۔ صرف ایسے خیالات جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں گناہ میں داخل نہیں۔ ہاں اس وقت داخل ہو جائیں گے جب ان پر عزیمت کرے اور ان کے ارتکاب کا ارادہ کر لیوے۔"

(نور القرآن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 427-428)

سامعین! اپنے جذبات کو اور اپنے دل کو کنٹرول کرنا ہی اصل میں بُرائی اور زنا سے بچاتا ہے اور اُس کا ایک حل اپنی عبادت کو بڑھا دینا بھی ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک دوست کسی کام کے لیے مجھے اپنے گاؤں لے گیا اور جب شام ہوئی تو اس نے اصرار کیا کہ آج رات آپ ہمارے یہاں ہی ٹھہریں۔ چنانچہ اس کی خواہش پر رات مَیں وہیں رہ پڑا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دوست کو کسی ضروری کام کے لیے رات اپنے گھر سے باہر جانا پڑا۔ مگر جاتے ہوئے اس نے گھر میں میری مہمانداری کے متعلق مناسب تلقین کر دی۔ جب وہ گھر سے باہر چلا گیا تو اس کی بیوی نے جو خوبصورت اور نوجوان عورت تھی مجھے آواز دی کہ مَیں آپ کے جسم کو دبانے کے لیے اندر آنا چاہتی ہوں۔ کیا اجازت ہے؟ مَیں نے کہا۔ غیر محرم مرد کو ہاتھ لگانا سخت گناہ ہے اس لیے آپ اپنے کمرہ میں ہی رہیں اور میرے پاس آنے کی جرأت نہ کریں۔ اس پر اس عورت نے پھر اپنی غلطی پر اصرار کیا اور مَیں نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر جب مَیں نے یہ محسوس کیا کہ یہ عورت اپنے بد ارادہ سے باز نہیں آئے گی تو مَیں نے وضو کر کے پاس ہی مصلّا پڑا تھا اس پر نماز پڑھنی شروع کر دی اور نماز کے رکوع و سجود کو اتنا لمبا کیا کہ مجھے اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ اس کے بعد مَیں نے صبح کی نماز ادا کی تو اس وقت مجھے اتنی نیند آئی کہ مَیں جائے نماز پر ہی سو گیا اور سوتے ہی خواب میں دیکھا کہ میرا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے اور ایک فرشتہ نے مجھے بتایا کہ یہ تمام فضل تیرے اس مجاہدہ نفس اور خشیۃ اللہ کی وجہ سے ہوا ہے اور اس وجہ سے کہ آج رات تو نے تقویٰ شعاری سے گزاری ہے۔

(حیات قدسی صفحہ 92-93)

سامعین! اسی طرح ایک اَور واقعہ بیان کرتا ہوں کہ شیطان کس طرح انسان کے دل میں بُرے خیالات ڈالتا ہے اور ایک مؤمن میں اگر خدا کا خوف ہو تو وہ اُن بُرے خیالات سے بچنے کے لیے کیا کچھ کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ایک مرتبہ لاہور میں کسی رئیس کے مکان پر بطور مہمان اُترے ہوئے تھے۔

"اُس زمانہ میں بھی شہر کے معزز گھرانوں کی نوجوان لڑکیاں مغرب سے ذرا پیشتر سیر کے لیے دریائے راوی پر جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ سخت آندھی اور بارش کے طوفان نے انہیں ایک دوسرے سے جُدا کر دیا۔ ان لڑکیوں میں اس رئیس کی لڑکی بھی تھی جس کے ہاں حضرت حکیم الامتؓ قیام فرما تھے۔ وہ لڑکی پھرتی پھراتی کسی نہ کسی طرح شاہی مسجد میں پہنچ گئی۔ رات ہو چکی تھی۔ ایک یتیم غریب اور نادار لڑکا مسجد کے حجرہ میں صف پر بیٹھا ہوا مٹی کا دیا جلا کر مصروف مطالعہ تھا کہ وہ لڑکی اس کے پاس گئی اور بتایا کہ مَیں فلاں رئیس کی لڑکی ہوں۔ مجھے اپنے گھر کا راستہ نہیں آتا۔ اگر تم مجھے میرے گھر پہنچا دو تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔ اس لڑکے نے کہا بی بی! مَیں ایک طالبعلم ہوں اور باہر سے آیا ہوا ہوں۔ مَیں تو اِس شہر کی کسی باسی کو بالکل نہیں جانتا۔ اس لیے افسوس ہے کہ مَیں اس معاملہ میں آپ کی کوئی امداد نہیں کر سکتا۔

اب وہ لڑکی پریشانی کے عالَم میں سوچنے لگی کہ اندھیری رات ہے اور ہُو کا عالَم! بارش بھی تھمنے میں نہیں آتی۔ جائے تو کہاں جائے! اس کی یہ حالت دیکھ کر اس شریف لڑکے نے کہا۔

بی بی! فکر نہ کرو۔ چند گھنٹے رات باقی رہ گئی ہے مَیں تو مصروفِ مطالعہ ہوں آپ میری چارپائی پر سو جایئے۔ نماز فجر کے لیے لوگ آئیں گے جو شخص آپ کے ابا کو جانتا ہو گا اس کے ساتھ آپ گھر چلی جائیں۔ اس لڑکی کی حالت یہ تھی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ مجبوراً اس غریب طالب علم کی چارپائی پر اُسے لیٹنا پڑا۔

اُدھر اس لڑکے کی اس خوبصورت امیر زادی پر اس کی نگاہ پڑی۔ شیطان نے اس کے شہوانی قویٰ میں ایک تلاطم برپا کر دیا۔ مگر تھا وہ نیک اور خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا۔ اس نے سوچا کہ اس بُرے راستہ کو اگر مَیں نے اختیار کر لیا تو پھر خدا تعالیٰ کو کیا جواب دُوں گا؟ مزید برآں جہنم کی آگ بھی برداشت کرنا پڑے گی۔ کیا میرے اندر یہ طاقت موجود ہے کہ مَیں جہنم کی آگ برداشت کر سکوں؟ یہ وہ باتیں تھیں کہ جن کے سوچنے میں وہ محو تھا۔ معاً اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس دیے کی لاٹ پر ذرا

اُنگلی رکھ کر تو دیکھوں۔ کیا مَیں اُسے برداشت کر سکتا ہوں؟ چنانچہ اُس نے فوراً اپنی ایک اُنگلی اس لاٹ پر رکھ دی۔ مگر بھلا اس آگ کی برداشت کیسے ہو سکتی تھی۔ ابھی بمشکل ایک لحظہ ہی گزرا ہو گا کہ فوراً انگلی واپس کھینچ لی۔ اور یہ خیال کر کے کہ جب مَیں اس معمولی سی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا تو جہنم کی آگ کو جو اس سے ستّر گُنا شدّت میں زیادہ ہو گی، کیسے برداشت کر سکوں گا، پھر مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ مگر ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ شیطان نے پھر اس کے دل میں بدی کی تحریک کی مگر فرشتہ بھی اس کی نیک فطرت سے واقف تھا۔ اس نے پھر رکاوٹ ڈالی اور اُسے مجبور کیا کہ اگر پہلے تجربہ سے سبق حاصل نہیں ہوا تو پھر دیے کی لاٹ پر اُنگلی رکھ کر دیکھ لو۔ اگر برداشت کر گئے تو پھر اس خیال کو دل میں لانا۔ ورنہ خدا سے ڈرو۔ چنانچہ اس مرتبہ اس نے دُوسری انگلی دیے کی لاٹ پر رکھی مگر بھلا آگ کی برداشت کیسے ہو سکتی تھی فوراً ہاتھ واپس کھینچنا پڑا اور پھر مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ غرض یہ نیکی اور بدی کی کشمکش رات بھر جاری رہی اور اس نوجوان نے اپنے نفس کو بدی کے ارتکاب سے روکنے کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کی دسوں انگلیاں جلادیں۔

خدا خدا کر کے رات گزری۔ فجر کی اذان ہوئی۔ نمازی آئے اور وہ لڑکی اپنے گھر پہنچادی گئی۔ والد کو جب اپنی لڑکی کی زبانی اس لڑکے کی حرکات کا علم ہوا تو اس نے اپنے جلیل القدر مہمان حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اُس لڑکے کو بُلا کر اس سے دریافت کرنا چاہیے کہ اُس نے اپنی دسوں اُنگلیاں کیوں جلائیں؟ لڑکے سے جب پوچھا گیا تو اُس نے سارا ماجرا کہہ سُنایا۔

(حیات نور صفحہ 67-70 طبع 2003ء)

انسانی جسم کے بعض اعضاء جیسے زبان، آنکھ، **ہاتھ، پاؤں** وغیرہ خود اپنا دفاع کرنا جانتے ہیں اور حملہ کرنے کی پوزیشن میں بھی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اپنا دفاع نہ کرنے والے اعضاء جیسے کان اپنے خلاف سنی ہوئی بات کے دفاع کے لئے زبان کا سہارا لے گا یا ہاتھ اور پاؤں کا۔

ہاتھ میں اُس کی انگلیاں بھی آجاتی ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اُس شخص نے خود کو زنا کے خیال سے بچانے کے لیے اپنی انگلیاں بھی جلا ڈالیں تاکہ درد کی شدت اُس کے جذبات پر غالب آجائے۔۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کسی کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنتے تھے۔ نہ ہاتھ سے، نہ پاؤں سے اور نہ کسی اَور عضو سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”ہر ایک عضو کے گناہوں سے بچے۔ ہاتھ سے کوئی بدی نہ کرے۔ کان سے کوئی بُری بات، چغلی، غیبت، گلہ وغیرہ نہ سنے، آنکھ سے محرمات پر نظر نہ ڈالے۔ پاؤں سے کسی گناہ کی طرف چل کر نہ جاوے۔“

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کوئی انسان بھی جانتے بوجھتے ہوئے کسی بُرائی کی طرف نہیں جاتا۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ ایک بات کا پتا ہو کہ اس سے نقصان ہونا ہے تو پھر بھی انسان اس چیز کو کرنے کی کوشش کرے۔ ایک حقیقی مومن کو تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی کھول کر بُرائی اور اچھائی کے متعلق بتا دیا ہے۔ پس بُرائیوں اور اچھائیوں کی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق تلاش کر کے ان سے بچنے اور کرنے کی کوشش انسان کو کرنی چاہئے۔ شیطان کو علم ہے کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہے، اس کے حصار میں ہے، اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ مئی 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اعضاء کے زنا سے بچائے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)